سلسلۃ قصص الانبیاء

8

انوکھے مہمان

اشتیاق احمد

سلسلة قصص الانبیاء

8

انوکھے مہمان

قصّہ سیّدنا اِسحٰق علیہ السلام

اشتیاق احمد

امجد شیخ پریشانی کے عالم میں گھر داخل ہوئے۔ ان کی بیگم نے ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار بھانپ لیے۔

''اس کا مطلب ہے، آج پھر آپ کو کوئی مہمان نہیں ملا۔''

''ہاں بیگم! یہی بات ہے۔ آس پاس کی مساجد کے چکر لگا چکا ہوں۔ ادھر اُدھر بھی دیکھ چکا ہوں، لیکن آج شاید مہمان کے بغیر ہی کھانا کھانا پڑے گا۔''

''تو کیا ہوا ابا جان۔'' منے میاں بول اٹھے۔

''اور کیا! روزانہ آپ کسی نہ کسی مہمان کے ساتھ ہی کھانا کھاتے ہیں، آج اگر کوئی مہمان نہیں ملا تو اس میں آپ کا کیا نقصان۔'' فرحان بولا۔

''بھئی تم لوگ اس بات کو نہیں سمجھو گے...... بس مجھے مزہ نہیں آتا...... مہمان ساتھ ہو تو کھانے کا مزہ ہی اور ہے۔''

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی، وہ چونک اٹھے۔ انھوں نے دروازہ کھولا تو باہر ایک اجنبی کھڑا نظر آیا۔

''جی فرمایئے؟'' امجد صاحب نے پوچھا۔

''شہر میں اجنبی ہوں، شام سے پہلے اپنے گاؤں واپس جانے کا ارادہ تھا، لیکن اڈے پر دیر سے پہنچا، آخری بس جا چکی تھی، میں نے وہاں کچھ لوگوں سے درخواست کی کہ کوئی مجھے ایک رات کے لیے مہمان ٹھہرا سکتا ہے، لیکن کسی نے حامی نہیں بھری، البتہ ایک دو نے آپ کا نام اور پتا بتا دیا...... اور کہا، آپ کے ہاں مجھے ضرور مہمان ٹھہرا لیا جائے گا کیونکہ اس چھوٹے سے شہر میں آپ اس بات کے لیے مشہور ہیں۔''

والیوم الاخر فلیکرم ضیفه

کان یؤمن باللّٰہ

''آپ نے ٹھیک سنا! خوش آمدید...... میں آپ کے لیے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں...... یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف لائے، میں تو کسی مہمان کے لیے سخت بے چین تھا۔ تلاش کے باوجود آج مجھے کوئی مہمان نہیں ملا تھا۔''

یہ کہہ کر امجد شیخ اندر کی طرف مڑ گئے، گھر کے افراد نے دیکھا کہ اب ان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ پھر انھوں نے مہمان کے لیے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا اور اُسے اندر لے آئے۔ پانی پلایا، پھر جلد ہی مہمان کے آگے دسترخوان سجا دیا گیا۔ انھوں نے مہمان کے ساتھ کھانا شروع کیا، محبت بھرے انداز میں بار بار کھانے کی پلیٹیں مہمان کی طرف سرکاتے رہے اور کہتے رہے:

”یہ لیجیے، یہ بھی چکھیے نا...... یہ تو آپ نے لیا ہی نہیں...... اور کھائیے تکلف کی ضرورت نہیں۔“

یہاں تک کہ مہمان خوب سیر ہو گیا۔ عشاء کی نماز کے بعد مہمان سونے کے لیے لیٹ گیا تو امجد صاحب اندر آ گئے۔ سب کے چہروں پر سوال تھا، آخر ان کے بڑے بیٹے عرفان نے کہا:

”ہم آپ کا یہ معمول بہت مدت سے دیکھ رہے ہیں، مہمان کے بغیر آپ کھانا کھانا پسند نہیں کرتے۔ کوئی مہمان نہ ملے تو پریشان ہو جاتے ہیں...... آخر کیوں؟“

”سیدھی سی بات تو یہ ہے کہ مہمان اللہ کی رحمت ہے، ہم کسی کو کھانا کھلائیں گے تو اللہ تعالیٰ خوش ہو گا، ہمارے کھانے میں برکت ہو گی، دل کو خوشی ہو گی...... اور سب سے بڑی بات، یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِّ امجد ہیں...... اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں کم مہمان نواز تھے۔ ایسی کوئی بات نہیں، لیکن چونکہ اس مہمان نوازی کی ابتدا سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ سنتِ ابراہیمی

انوکھے مہمان

قل بل ملة ابراهيم حنيفا

رسول الله

محمد

صلى الله عليه وسلم

سَيّدِنَا

اِبراهِيمُ عليه السلام

عليه السلام

ہے اور مجھے اس پر عمل کر کے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے...... اور ایک بار سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بہت ہی عجیب واقعہ پیش آیا تھا۔''

''جی...... کیا مطلب...... عجیب واقعہ۔''

''ہاں بھئی! عجیب واقعہ...... بلکہ بہت عجیب واقعہ...... کیا خیال ہے سننا پسند کرو گے؟''

''کیوں نہیں، ہم تو بہت شوق سے سنیں گے۔''

الصابرین ○ فلما بلغ معه السعى قال يبنى إنى أرى فى المنام أنى أذبحك فانظر ما ذا ترى قال

''اچھا تو پھر آرام سے بیٹھ جاؤ...... میں بات شروع کرتا ہوں، پہلے تو میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں بتاتا ہوں۔''

یہ کہہ کر انھوں نے ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر خانہ کعبہ کی تعمیر تک کے تمام واقعات انھیں سنا دیے، پھر اس کے بعد کے واقعات اس طرح شروع کیے:

''پھر کئی سال گزر گئے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہوگئے، ان کے بال سفید

ہوگئے، جسم کمزور ہوگیا۔

آپ کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام بھی بوڑھی ہوگئیں، ان کے بال بھی سفید ہوگئے، جسم کمزور ہوگیا۔ اولاد کی طرف سے بالکل نا امید ہوگئے، تب ایک عجیب واقعہ ہوا۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام سے ملاقات کے لیے تین آدمی آئے، تینوں بالکل جوان تھے، خوب صورت تھے، ان کے چہرے خوب چمک رہے تھے۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے انھیں خوش آمدید کہا، پھر مہمانوں کے لیے ایک بچھڑا ذبح کیا، اس کو بھونا اور مہمانوں کے آگے رکھ دیا، لیکن مہمانوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ جب انھوں نے کھانے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تو سیدنا ابراھیم علیہ السلام شک میں پڑ گئے، انھوں نے کچھ خوف بھی محسوس کیا کہ نہ جانے کیا بات ہے، یہ مہمان کھانا کیوں نہیں کھا رہے۔ اس

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا
سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ
حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ
وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ
اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ
فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝
قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ
شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ
الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

واقعے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے
قرآنِ کریم میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو
مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

'اور ہمارے بھیجے ہوئے رسول (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے
اور سلام کیا، انھوں نے بھی جوابِ سلام دیا اور بغیر کسی تاخیر کے گائے کا بھنا ہوا بچہ
لے آئے۔ اب جو دیکھا کہ ان کے تو ہاتھ بھی اس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو انھیں انجان

پا کر دل ہی دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگے، انھوں نے کہا: ڈرو نہیں! ہم تو قومِ لوط کی طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ اس کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی ہنس دی تو ہم نے اسے اسحاق اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی۔ وہ کہنے لگی آہ! میرے ہاں اولاد کیسے ہوسکتی ہے، میں خود بڑھیا اور میرے خاوند بھی بہت بڑی عمر کے ہیں یہ تو یقیناً بہت بڑے تعجب کی چیز ہے۔ فرشتوں نے کہا: کیا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کر رہی ہے تم پر اے اس گھر کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، بلاشبہ وہ قابلِ تعریف اور بڑی شان والا ہے۔'

فرشتوں نے جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر واضح کر دیا کہ وہ ان کے دشمن نہیں ہیں لہٰذا ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، انھوں نے بتایا کہ وہ تو قومِ لوط کی تباہی کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ جب فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے یہ بات کی تو ان کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام جو کہ پاس ہی کھڑی تھیں ہنس دیں۔ وہ کیوں ہنسیں؟ اس بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی زبانی قومِ لوط کے خاتمے کی خبر سن کر سیدہ سارہ علیہا السلام اس لیے ہنس دیں کہ اچھا ہوا بُرے لوگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مطلب یہ کہ بُرے لوگوں کے خاتمے کی خبر سن کر بطورِ تشکر انھیں ہنسی آ گئی۔ بعد میں فرشتوں نے

سیّدنا ابراھیم علیہ السلام

سیّدہ سارہ علیہا السلام

سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی۔

اس بشارت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الصافات میں اس طرح کیا ہے:

'اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہوگا اور ہم نے ابراہیم و اسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں اور ان دونوں کی اولادوں میں سے کچھ تو نیک بخت ہیں اور کچھ اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔'

اس بشارت سے صرف سیدہ سارہ علیہا السلام ہی کو حیرت نہیں ہوئی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی حیرت ظاہر کی۔ انھوں نے فرشتوں کی بات سن کر ان سے جو کہا، قرآنِ کریم میں اس طرح آیا ہے:

'کیا تم مجھے اس بڑھاپے کے آ جانے کے بعد خوش خبری دیتے ہو! یہ خوشخبری تم کیسے دے رہے ہو؟'

فرشتوں نے پھر تاکید کے ساتھ کہا:

'ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے، آپ ناامید ہونے والوں میں سے نہ ہوں۔'

فرشتوں کی ان باتوں سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خوف بالکل دور ہو گیا اور آپ کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام اس خوش خبری سے بڑی متعجب ہوئیں اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے کہنے لگیں: یہ کیسے ممکن ہے، میں تو بانجھ ہوں، جوانی میں اولاد نہ ہوئی اور اب تو بوڑھی

یَابِرَاهِیمُ

سَیِّدِنَا

اِبراھِیم علیہ السلام

قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ

بھی ہو چکی ہوں، اب یہ کیسے ہو گی؟

فرشتوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ یہ کیسے ہو گا؟ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ چونکہ تیرے پروردگار نے ایسا کہا ہے، لہٰذا ایسا ضرور ہو گا اور وہ اپنے کام کی حکمتوں کو خود ہی خوب جانتا ہے کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر کیسی کیسی نوازشات کرنا چاہتا ہے۔ قرآنِ کریم نے سورۃ الذٰریٰت میں اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے:

'کیا تجھے ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بھی خبر پہنچی ہے؟ وہ جب ان کے ہاں آئے اور سلام کیا اور ابراہیم نے جوابِ سلام دیا اور کہا یہ تو اجنبی لوگ ہیں۔ پھر چپ چاپ جلدی جلدی اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑے کا گوشت لائے اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ

کھاتے کیوں نہیں؟ پھر تو دل ہی دل میں ان سے خوفزدہ ہو گئے۔ انھوں نے کہا آپ خوف نہ کیجیے، پھر انھوں نے ابراہیم کو ایک صاحبِ علم لڑکے کی بشارت دی۔ پس ان کی بیوی نے حیرت میں آ کر اپنے منہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ۔ انھوں نے کہا: ہاں تیرے پروردگار نے اسی طرح فرما دیا ہے، کچھ شک نہیں کہ وہ بہت بڑی حکمت والا اور کامل علم والا ہے۔'

گویا سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم انعام تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ بطور خاص ان الفاظ میں کیا ہے:

'اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہر ایک کو ہدایت بخشی۔ ہم نے اس سے قبل نوح کو ہدایت دی اور یعقوب کی اولاد میں سے داود، سلیمان، یوسف، موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو بھی ہدایت دی اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح اچھا بدلہ دیتے ہیں۔'

سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سیدنا اسحاق علیہ السلام کی جب ولادت ہوئی، اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے۔ عمر سو سال کے قریب ہو چکی تھی۔ اس عمر میں بیٹے کا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مہربانی تھی، چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی عنایت پر ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا:

'اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ بلاشبہ میرا رب خوب دعائیں سننے والا ہے۔'

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام کو سیدنا اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنانے کے بعد فرشتے سدوم شہر کی طرف چلے گئے تاکہ لوط علیہ السلام کی قوم پر اللہ کا عذاب نازل کریں، وہ عذاب جسے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لیے لکھ دیا تھا۔

پھر اس واقعے کے قریباً ایک سال بعد سیدہ سارہ علیہا السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ ان کا نام اسحاق رکھا گیا، اس وقت سیدہ سارہ علیہا السلام کی عمر قریباً نوے سال تھی اور ان کے خاوند سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال کے قریب تھی۔

سیدنا اسحاق علیہ السلام فلسطین میں الخلیل (حَبْرُون) کے مقام پر پیدا ہوئے اور اپنے

والدِ بزرگوار سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی رہے۔ قرآن مجید میں آپ کا اِسم گرامی سترہ مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام بہت پرہیز گار، پارسا اور سچ بولنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا، تاکہ وہ بھی اپنے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح رسالت کا کام انجام دیں اور اس کو مکمل کریں، لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلائیں، انھیں توحید کی دعوت دیں۔

اب میں آپ کو سیدنا اسحاق علیہ السلام کی شادی اور ان کی اولاد کے متعلق بھی کچھ بتادوں، لیکن اس سے قبل یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی صراحت ہے اور نہ ہی مستند تاریخی کتب میں کوئی وضاحت ہے۔ البتہ اہلِ کتاب سے منقول چند روایات ہیں۔ ایسی روایات کو "اسرائیلیات" کہا جاتا ہے۔ اسرائیلیات کے متعلق نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے کہ بنی اسرائیل سے روایت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ تم ان کی باتوں کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا۔ یعنی جیسے ان سے سنا ویسے بیان کر دو لیکن ان کے سچا جھوٹا ہونے کے بارے میں کوئی بات نہ کرو۔

اہلِ کتاب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا اسحاق علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زندگی ہی میں رِفقا نامی عورت سے شادی کی۔ رِفقا کی عمر اس وقت چالیس سال تھی۔ شادی کے بعد کچھ عرصہ تک ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو سیدنا اسحاق علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں اولاد کی دعا کی۔ اس دعا کے نتیجے میں ان کی بیوی کے ہاں دو لڑکے جڑواں پیدا ہوئے۔ ایک کا نام عِیسُو تھا۔ اہلِ عرب اسے عِیص کہتے ہیں۔ رومیوں کا جدِّ امجد یہی شخص ہے۔ دوسرے بیٹے کا نام سیدنا یعقوب علیہ السلام تھا۔ ان کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔

اسی لیے ان کی اولاد بنو اسرائیل کہلاتی ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام جلیل القدر نبی تھے۔
سیدنا یوسف علیہ السلام انھی کے بیٹے تھے۔

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
’عزت دار شخصیت کے پڑپوتے، عزت دار کے پوتے، عزت دار کے بیٹے اور خود بھی عزت دار، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔‘

سیدنا ابراھیم علیہ السلام
سیدنا اسحاق علیہ السلام
سیدنا یعقوب علیہ السلام
سیدنا یوسف علیہ السلام

اس حدیث سے سیدنا اسحاق علیہ السلام اور ان کی اولاد کی عظمت و بزرگی کا پتا چلتا ہے۔

تو بات چل رہی تھی سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد کی جیسا کہ میں نے بتایا کہ ان کے دو بیٹے تھے۔ عیسو اور سیدنا یعقوب علیہ السلام۔ کہا جاتا ہے کہ سیدنا اسحاق علیہ السلام عیسو سے زیادہ محبت کرتے تھے جبکہ ان کی بیوی رِفقا سیدنا یعقوب علیہ السلام کو زیادہ پیار کرتی تھی۔

جب سیدنا اسحاق علیہ السلام بوڑھے ہو گئے اور ان کی نظر کمزور ہو گئی تو انھوں نے اپنے

بیٹے عیسو سے کھانا تیار کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اسے حکم دیا کہ جا کر کوئی جانور شکار کرے اور اس کا گوشت تیار کر کے انھیں کھلائے تاکہ وہ اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں۔ عیسو شکاری آدمی تھا۔ والدِ گرامی کی خواہش سن کر وہ شکار کے لیے نکل گیا۔ ادھر سیدنا اسحاق علیہ السلام کی بیوی رِفقا نے سیدنا یعقوب علیہ السلام سے کہا:

'تم اپنی بکریوں میں سے دو عمدہ قسم کے میمنے ذبح کر کے اپنے والد کی پسند کا کھانا تیار کرو، اور اپنے بھائی کے آنے سے پہلے پہلے انھیں اپنے والد کی خدمت میں پیش کر دو تاکہ وہ تمہارے حق میں دعا کریں۔'

سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے میمنوں کو ذبح کیا اور انھیں پکا کر والدِ گرامی سیدنا اسحاق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام نے وہ کھانا کھایا اور سیدنا یعقوب علیہ السلام کو یہ دعا دی:

'وہ (یعقوب علیہ السلام) اپنے تمام بھائیوں سے معزز ہو۔ وہ ان کا اور بعد والی قوموں کا سردار ہو اور اس کا رزق اور اولاد بہت زیادہ ہو۔'

وما أرسلنا من رسول إلا

علیہ السلام علیہ السلام

سیدنا اسحاق

سیدنا اسحاق علیہ السلام نے اپنی قوم کو پورے خلوص سے توحید کی دعوت دی، انھیں ایک اللہ کی طرف بلایا، آپ مسلسل یہ کام کرتے رہے، یہاں تک کہ اس کام کو کرتے ہوئے آپ کی عمر ایک سو اسی سال ہوگئی، پھر آپ نے وفات پائی، جس وقت آپ کی وفات ہوئی، وہ اللہ سے راضی تھے اور اللہ ان سے راضی تھا۔

وفات کے بعد آپ کے دونوں بیٹوں عیسو اور سیدنا یعقوب علیہ السلام نے آپ کو آپ کے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قریب اس غار میں دفن کیا جو انھوں نے خریدا تھا۔ یہ غار فلسطین کے شہر الخلیل (حبرون) میں واقع ہے اور اس کا نام 'مکفیلہ' ہے۔''

یہاں تک کہہ کر امجد شیخ خاموش ہوگئے۔ تب فرحان نے بے چینی کے عالم میں کہا:

''اس کہانی میں ایک بات رہ گئی، اس کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں بتایا۔'' ''وہ کیا؟'' امجد شیخ مسکرائے۔

''آپ نے بتایا تھا، وہ تین فرشتے جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے لیے آئے اور انھوں نے کھانا کھانے سے انکار کیا، تب انھوں نے بتایا تھا، ہم تو قومِ لوط کو عذاب دینے

کے لیے بھیجے گئے ہیں......بس آپ نے یہ تفصیل نہیں بتائی کہ قومِ لوط کے ساتھ کیا ہوا۔"

"ٹھیک......بالکل ٹھیک، لیکن بھئی یہ ایک بالکل الگ کہانی ہے۔ اس کا تعلق سیدنا لوط علیہ السلام سے ہے۔"

"تب پھر آپ ہمیں یہ کہانی بھی سنا دیجیے نا۔"

"ضرور! کیوں نہیں، لیکن آج نہیں......پھر کبھی سہی ، ایک کہانی آج سنا دی دوسری پھر کبھی، ان شاء اللہ۔"

"اچھا......جیسے آپ کی مرضی۔" انھوں نے ایک ساتھ کہا اور پھر وہ مسکرانے لگے۔

انوکھے مہمان

وہ پریشان تھے
پریشانی کے آثار ان کے چہرے پہ نمایاں تھے
لیکن پریشانی کا سبب کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا
کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟
سوال کرنے والوں نے سوال کر دیا
لیکن جواب نے اُلٹا سب کو حیران کر کے رکھ دیا
ان کی پریشانی کا سبب ہزاروں سال پہلے کے ایک عجیب واقعے سے وابستہ تھا
ان مہمانوں کے تذکرے سے وابستہ تھا
جو کچھ لوگوں کے لیے تو پیغامِ مسرت لائے تھے
جبکہ ایک قوم کے لیے باعثِ ہلاکت بن کر آئے تھے
''انوکھے مہمان'' ان آنے والوں کا تذکرہ
پیغامِ مسرت کی تفصیل
آپ کے شوقِ مطالعہ کی نذر